ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنہ | چندہ سالانہ دو روپیہ

جلد ۸	یکم فروری سنہ ۱۹۵۰ء	ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار	۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ ہجری	نمبر ۳

کچھ اپنی باتیں

علمی اور فنی اصطلاحیں

ہماری غلامی کی زنجیروں میں ایک زنجیر انگریزی زبان بھی تھی، وہ ہمارے حاکموں کی زبان تھی اور اس لئے ہم اس کے سیکھنے پر مجبور تھے۔ انگریزی سرکار کو اپنے کاروبار کے لئے چھوٹے ملازموں کی اس قدر ضرورت تھی کہ ہمارے بچے انگریزی پڑھا پڑھ کر "بابو" اور "منشی" بنائے گئے۔ اس طرح انگریزی زبان کا ٹیکہ ہمارے ماتھوں پر غلامی کا ٹیکہ بن گیا۔ اور اس لحاظ سے اگر ہمیں انگریزی زبان سے نفرت بھی ہو تو تعجب نہیں۔ لیکن نفرت ایک اندھا جذبہ ہے۔ اس کی وجہ سے ہم کسی سچی بات کو بھول جائیں تو یہ ہماری بڑی بھول ہوگی۔ انگریزی زبان سے ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ علم کی روشنی اسی زبان کے ذریعہ سے ہمارے ملک میں آئی، اسی زبان کے ذریعہ سے بیرونی دنیا سے ہمارا میل جول بڑھا اور اسی زبان کے ذریعہ سے ہماری زبان کے خزانے بھرپور ہوئے۔۔۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ اسی زبان میں ہم نے آزادی کے نعرے لگانے سیکھے۔۔۔۔ آقاؤں کی زبان نے غلاموں کو بغاوت کا سبق پڑھایا! پھر کس طرح ہم انگریزی زبان کے ان احسانوں کو بھول جائیں۔

جن حاکموں کی یہ زبان تھی وہ اب ہمارے حاکم نہیں رہے۔ وہ چلے گئے لیکن ایک ترقی یافتہ زبان ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جس طرح ہم نے ان کی غلامی سے آزاد ہونے کی خواہش کی تھی اسی طرح ہم انگریزی زبان کو بھی ہمیشہ کے لئے اپنے ملک سے نکال دیں اس لئے کہ وہ ہماری غلامی کی یادگار ہے؟

علم اور گیان کی دنیا میں کسی زبان پر کسی ایک قوم کی اجارہ داری قایم نہیں ہوا کرتی۔ جس زبان میں علم اور گیان ہوتا ہے اس میں سب ہی ترقی پسند انسانوں کا حصہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کی کوئی زبان ابھی انٹرنیشنل حیثیت نہیں رکھتی اور آزادی کے فوراً ہی بعد اب ہمیں دنیا کی قوموں سے اپنا

رشتہ مضبوط کرتا ہے اور ان قوموں کے علوم وفنون کو حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں غیر ملکوں کی زبانوں سے زیادہ میل جول بڑھانا ہوگا اور یہہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہم ان زبانوں کے ایسے لفظوں کو اپنی زبان میں داخل کریں جو ہمارے لئے مفید ہوسکتے ہیں اور اس طرح کوشش کریں کہ ہماری زبانوں کے لفظ بھی ان زبانوں میں سما جائیں۔ پہلی بات ایسی مشکل نہیں۔ دوسری ذرا مشکل ہے مگر ناممکن وہ بھی نہیں ہے۔

سب سے پہلے تو ہمیں یہہ دیکھنا چاھئے کہ ہم دوسری زبانوں کے کیسے لفظ اپنی زبان میں لے سکتے ہیں۔ غیر زبان کا کوئی بھی لفظ جو ہماری خیالات ظاہر کرنے کی قوت کو بڑھا سکے اور ہماری زبان کو پھیلا سکے ہمیں اپنی زبان میں بلا تکلف لے لینا چاھئے۔ زیادہ تر سائنس اور فن کی غیر ملکی اصطلاحوں کو ہمیں اپنا لینا چاھئے۔ ملکی زبانوں میں ایسی اصطلاحیں بنانے کی کوشش ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ جو اصطلاحیں ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ملکوں میں رائج ہوچکی ہیں وہ اب علم وفن کے کاموں میں اس طرح گھل مل گئی ہیں کہ اگر ہم ان کو اختیار نہ کرینگے تو دوسری ترقی یافتہ زبانوں میں ان ہی اصطلاحوں کے ذریعہ سے جو خیالات ظاہر ہوتے ہیں اور پھیلتے ہیں وہ ہم تک نہ پہنچ سکینگے یا بہت دیر میں پہنچینگے۔ ہر ترقی یافتہ زبان کے لفظوں کے ساتھہ بہت سی تاریخی اور علمی روایتیں ملی جلی ہوتی ہیں۔ ان ہی سے لفظوں کا وزن بڑھتا ہے اور ان ہی کے ذریعہ سے ساری علوم پھیلتے ہیں۔

ہمارے ملک کی زبانوں میں علمی اصطلاحوں کی بڑی کمی ہے۔ اگر ہم یورپ کی اصطلاحوں کو قبول نہ کرکے خود اپنی زبان سے نئی نئی اصطلاحیں گھڑنے کی کوشش کرینگے تو اپنے کو باہر کی علمی دنیا سے بالکل الگ کرلینگے۔ اس کا ایک تجربہ ھندوستان میں ہوچکا ہے جب حیدرآباد کی یونیورسٹی میں عربی کی مدد سے علمی اصطلاحیں بنائی گئیں۔ وہ خود اس یونیورسٹی میں بھی نہ چل سکیں۔ اب اگر ھندوستان میں سنسکرت کی مدد سے یہہ اصطلاحیں بنائی گئیں تو اس کا نتیجہ بھی کچھہ بہتر اور اور مفید نہیں ہو سکتا۔ اس بات کے لئے سوجھہ بوجھہ کی ضرورت ہے۔ یہہ صرف جذباتی معاملہ نہیں ہے اور اسے اس طرح طے نہیں کرنا چاھئے جس طرح زبان کے اور مسئلے طے کئے جارہے ہیں۔ یہہ محض دھرم یا جاتی کی شان دکھانے کی بات نہیں بلکہ سوچنا یہہ ہے کہ ہم علم کے اوس دھارے سے جو دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں بہ رہا ہے دور رہنا چاہتے ہیں یا علم کے اوس سمندر میں تیرنا چاہتے ہیں۔ علم کی کشتی کو بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں کا پھیلاؤ درکار ہے۔ وہ محض جذبات کی خشکی اور ریتے پر نہیں تیر سکتی۔ اگر ہم علم کی اڑی بڑی اصطلاحیں عربی یا سنسکرت کی مدد سے بنا کر اپنی تجوری میں محفوظ کرلیں اور خوش ہوں کہ ہم نے بڑا کام کیا تو ہمیں اپنے دل سے یہہ بھی سوال کرنا چاھئے کہ جب علم کسی ملک کی سرحدوں کے اندر بند نہیں ہو سکتا تو اوس کی اصطلاحیں صرف گھریلو کس طرح ہو سکتی ہیں۔

یورپ کی تمام ترقی یافتہ زبانوں نے علمی اصطلاحات کے متعلق شروع ہی سے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ جو بنی بنائی اصطلاحیں انہیں ملتی گئیں وہ انہیں (تلفظ یا معنے کے کچھہ فرق کے ساتھہ) اختیار کرتی گئیں۔ آج بھی بہت سی اصطلاحیں قدیم اصطلاحوں سے لی جا رہی ہیں۔ انگریزی زبان کے ایک ماہر نے یہہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہر سال تقریباً ۵۰۰ نئے لفظوں کا انگریزی زبان میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن گذشتہ جنگ کے بعد چند سال میں تو ہزاروں علمی اور فنی اصطلاحیں اس طرح پیدا ہوئیں کہ انگریزی زبان مالا مال ہو گئی۔ ہم اگر اس جانے پہچانے اصول کو چھوڑ کر کوئی نیا طریقہ اختیار کرینگے تو ہماری محنت اور کوشش اکارت جائیگی۔

اب اس بات کو پوری طرح سوچنا ہے کہ:-

(۱) ہمارے ملک کی زبانوں میں علمی اصطلاحیں (تلفظ اور ہجے کے ضروری فرق کے ساتھ) وہی ہوں جو دنیا کی دوسری علمی زبانوں میں بن چکی ہیں، یا

(۲) ہم اپنے لئے اپنی ہی زبانوں سے نئی اصطلاحیں تیار کریں؟-

جو لوگ آجکل سرکاری زبان اور راشٹر بھاشا کے لئے لفظوں کے سکّے ہزاروں کی تعداد میں ڈھال رہے ہیں، انہوں نے کبھی گیان اور علم کی اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر بھی ان سوالوں پر غور کیا ہے یا نہیں - ہمیں معلوم نہیں!

ادارے - انجمنیں - مجلسیں

ہم جانتے ہیں کہ ملک کے ہر گوشہ میں ہزارہا چھوٹے بڑے ادارے اور انجمنیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی صورت میں اردو یا ہندوستانی زبان کی خدمت کر رہی ہیں - ایسی انجمنیں - کتب خانے، شعر و سخن کی مجلسیں اور ایسی بہت سی جماعتیں اپنے اپنے مقام پر کام کر رہی ہیں- ضرورت ہے کہ مرکزی انجمن ان تمام اداروں کی ایک فہرست مرتب کرے ("جو ہماری زبان" میں شائع بھی کی جائیگی) اس لئے تمام ملک کے ایسے کام کرنے والوں سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اداروں، انجمنوں مجلسوں، کتاب خانوں وغیرہ کے مفصل پتے اور اون کے عہدہ داروں کے نام انجمن کے سکریٹری کو بھیجیں اور جہاں تک ممکن ہو تفصیل کے ساتھ بتائیں کہ وہ کیا کام کر رہے ہیں اور انہیں اپنے کام کے کیا نتائج حاصل ہو رہے ہیں -

---

ہلکے ہلکے اشارے

حال ہی میں اخبار نیشنل ہیرلڈ میں ایک صاحب کا مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے نیپال کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں کے سرکاری سانچے میں کہاں تک فارسی اور عربی زبان کا عمل دخل باقی ہے - مثلاً وہ بتاتے ہیں کہ اب بھی نیپال میں اعلےٰ ترین سیول عہدہ دار کا لقب "قاضی" ہے اور عہدہ داروں کے نام حسب ذیل ہیں :-

سردار - میر - صوبہ - نائب صوبہ - کاردار، مکھیا، بیعدار - نومندہ (نویسندہ) - عام طور پر سرکاری عہدوں کے ایسے ہی نام ہیں رائج ہیں - سرکاری زبان میں اور بھی بہت سے لفظ اسی کے قسم ہیں، مثلاً-

کتابی اڈا یعنی دفتر تقررات
دستخط یعنی سفارش
چاکری یعنی حاضری
سلامی وغیرہ -

.... ایسے الفاظ سے ملی جلی زبان کسی ملک میں قومی زبان تو ہو نہیں سکتی! اس میں تو وہ سب عیب موجود ہیں جو اردو زبان میں ہیں! ہم سے اگر حکومت نیپال مشورہ کرے تو ہم اوسے بتائیں کہ اوس کی آزادی خطرے میں رہیگی جب تک کہ اوس کی زبان پاک اور شدھ نہ ہو جائے!!- زبان وہی ہو سکتی ہے جسے کم سے کم تعداد بولے اور سمجھے!! جہاں کوئی زبان اس طرح پھیلی کہ عوام کی زیادہ تعداد اوسے سمجھنے لگے، یقین جانئے کہ گئی اوس کی "پاکی"!

کچھ دوسروں کی باتیں

ہندوستانی سبھا کے سکریٹری شری آر. ونکٹ راؤ، حیدرآباد کے اخبار سیاست میں ہندی ساہتیہ سمیلن کے جلسوں کی نسبت لکھتے ہیں :-

"ہمیں دیکھنا ہے کہ ہندی ساہتیہ سمیلن دستور کی اس دفعہ کے ساتھ ہے یا خلاف - سمیلن کے تمام پرستاوں اور بھاشنوں سے یہی ظاہر ہے کہ وہ نام کے سوا کسی چیز کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہے - بھاشا کا وہ روپ آسے منظور نہیں ہے جسے ودھان سبھا نے پاس کیا ہے، نہ

وہ کتنی منظور ہے اور نہ وہ مدت اور نہ آج یہہ منظور ہے کہ دیس بھر کی بھاشا بنانے میں وہ لوگ بھی ہاتھ بٹاویں جن کی بھاشا ہندی نہیں ہے۔ سمیلن نے اپنے ایک پرستاؤ سے یہہ مانگ پیش کی ہے کہ آل انڈیا ریڈیو پر سمیلن کا پورا پورا ادھیکار ہو جائے۔ سمیلن کی یہہ ہٹ دھرمی خود ہندی والوں کو پسند نہیں ہے۔ یہہ اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ ہر سال سمیلن میں جو بڑے بڑے دودان آیا کرتے تھے اس کے ایک چوتھائی بھی اب کے بار نہیں آئے۔ مدراس۔ بمبئی۔ اڑیسہ۔ بنگال اور پنجاب میں بھی بڑے بڑے ہندی کے کاریہ کرتا ہیں۔ ان میں سے کوئی نہیں آیا۔ اس سال کے سمیلن میں سوائے شری یدقیہ ٹنڈن جی پنڈت رای شنکر شکل اور سیٹھ گوبند داس اور ان کے چند آدمیوں کے کوئی اور نہ تھا اور اگر تھا تو خوش نہ تھا۔ کوئی سمیلن (مشاعرہ) میں شری۔ یل۔ ین۔ گپتا کو صاف صاف ماننا پڑا کہ سب کوئی ان کے ساتھہ نہیں ہیں۔ بلکہ کچھہ ان کی چیز کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دو دن بعد شہر میں دوسرا کوئی سمیلن ہوا بھی۔ جہاں تک جنتا کا تعلق ہے وہ تو تماشہ دیکھنے آئی تھی۔ پہلے ہی دن جوں ہی سبھاپتی نے بھاشن پڑھنا شروع کیا جنتا اٹھہ کھڑی ہوئی۔ گپتا صاحب نے سبھاپتی کو بھاشن پڑھنے سے روک ہی دیا۔

ودھان سبھا کے فیصلہ کے بعد سمیلن کا کام تھا کہ آج وہ دیس بھر میں پھیلا دیتی۔ اس نے تو الٹا پروپگنڈہ کیا۔ سمیلن نے دیس کے سامنے کوئی تعمیری پروگرام پیش نہیں کیا۔ اس نے تو آل انڈیا ریڈیو پر اور فلم انڈسٹری پر چھا جانے کے منصوبے باندھے ہیں۔ ہندی ساہتیہ سمیلن اب قوم پرستی سے ہٹ کر فرقہ پرستی کا اور سماج کی سیوا سے ہٹ کر سرمایہ پرستی کا شکار بن رہی ہے۔ ۲۹ دسمبر کو نام پلی ریلوے اسٹیشن پر سبھاپتی کے جلوس سے لیکر سمیلن کے ختم ہونے تک نہ کہیں قومی جھنڈا تھا اور نہ کوئی قومی نعرہ۔ سمیلن پر مہاسبھا اور آریہ سماج کی دھاک اور سرمایہ داری کا دبدبہ تھا۔ یہاں کے تماشائیوں نے ایک آواز سے یہی کہا کہ حیدرآباد میں دو نمائشیں لگی ہیں۔ ایک طرف سرکاری دوسری سرمایہ داروں کی طرف سے "دونوں میں خوب ٹھاٹھہ باٹ ہے۔

اتنی اچھی نمائش کبھی نہیں دیکھی اور اتنا خراب سمیلن نہیں دیکھا۔

ہم یہہ باتیں ہندی اور صرف ہندی کے پریم سے بھر کر لکھہ رہے ہیں۔ اس دشا میں ہند ودھان سبھا نے جو راستہ دکھایا ہے وہی دیس کے لئے فائدہ مند ہے۔ ہم سب ہندی سیوکوں کو اسی راستہ پر چلنا چاہئے۔ اس کے خلاف سوچنا کہنا یا لکھنا دیس اور جاتی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہی بات گورنر جنرل ہند چکرورتی راج گوپال چاری نے کہی اور یہی سیکھہ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو برابر دیتے آئے ہیں۔

جنتا کو دیکھنا ہے کہ کیا ہندی ساہتیہ سمیلن ودھان سبھا کے اس بھاشا والے پرستاؤ کو پوری طرح مانتا ہے یا نہیں۔ ودھان سبھا نے جس طرح کی ہندی کو دفتری زبان بنانے کا فیصلہ کیا ہے ویسی ہندی کو سمیلن دیس بھر میں چلانے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سارے دیس کو سمیلن سے دلچسپی ہوگی۔ نہیں تو ایک طرف یہہ ہوگا کہ غیر ہندی بھاشا والوں کو بھی ایک بار سوچنا پڑے گا کہ سمیلن کا راستہ ان کے لئے بھلائی کا ہے یا برائی کا۔

ڈھاکہ

ہماری زبان کا پہلا پرچہ دیکھکر یقین ہو گیا کہ "اردو کا سہاگ مٹ نہیں سکیگا"۔

محمد نظیرالدین صدیقی
ڈھاکہ یونیورسٹی

لاہور

ہماری زبان ملا۔ انتہائی مسرت کے ساتھہ اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یقین کیجئے اس خیر مقدم میں میرے ساتھہ پاکستان کے تمام ادیب اور اردو سے محبت رکھنے والے عوام شامل ہیں۔

مجھے کامل امید ہے کہ انجمن ترقی اردو (ہند) ابھی زندہ رہے گی۔ صرف زندہ ہی نہیں رہے گی بلکہ ہندوستان کی مشترکہ ثقافت کو آگے بڑھانے میں اہم حصہ لے گی۔

مرزا ادیب (بی۔اے)
ایڈیٹر ادب لطیف۔ لاہور

دھلی

ہماری زبان کو اس طرح چلائیے کہ اردو کو پھر سے وہی درجہ پراپت ہوجائے جو اب تک اسے حاصل رہا ہے۔ ملک کا ایک خاص حصہ اردو دشمنی پر تلا ہوا ہے۔ خدا اسے ایسے مہربانوں سے بچائے رکھے۔

(ماسٹر) جگت سنگھ۔ ایڈیٹر
رہنمائے تعلیم۔ دھلی

اگرہ

ہماری زبان کی اشاعت اور زیارت کا بہت دنوں سے منتظر تھا۔ شکر ہے کہ نکل آیا۔ ٹائپ میں چھپنا اور بھی اچھا ہے۔ انجمن کی نئی کتابوں کے وعدے نہایت مبارک ہیں "اردو ھندی لغت بہت ضروری ہے۔

حامد حسن قادری (پروفیسر سینٹ جانس کالج)
آگرہ

انجمن کی خبریں

ناگپور

انجمن ترقی اردو کی تجدید پر بےحد خوشی ہوئی۔ اس وقت ملک کو انجمن ترقی اردو کی سخت ضرورت تھی۔ اب حامیان اردو کو سر جوڑ کر بیٹھ جانا چاہئے اور طے کرنا چاہئے کہ اردو کا تحفظ ہم کس طرح کر سکتے ہیں "انجمن ادب ھند" پچھلے دو تین سال سے اپنے امکان بھر سی۔ پی۔ میں اردو کا کام کر رہی ہے۔

فیض انصاری
نائب صدر انجمن ھند
ناگپور، سی۔ پی۔

بنگلور

انجمن ترقی اردو کی خدمت مبارک ہو آپ نے کیا پروگرام بنایا ہے۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرونگا۔ یہاں انجمن کی جانب سے "آفتاب" اردو میں نکل رہا ہے۔

(حکیم) امامی سکریٹری انجمن ترقی اردو
بنگلور

لودھیانہ

انجمن ترقی اردو کی نئی تشکیل کا اعلان دیکھکر خوشی ہوئی۔ رسالہ اردو اور اخبار ہماری زبان جاری ہوتے ہی میرے نام بھیج دیجئے۔

مہندر سنگھ بی۔ اے۔
بی۔ ایم۔ ہائی اسکول لدھیانہ

بالاپور (برار)

اخبارات سے کل ھند انجمن ترقی اردو کی نئی تشکیل کی اطلاع ملی۔ ہم آپ کے احکام کے منتظر ہیں۔

سید آل محی الدین مادی نقش بندی بی۔ اے۔
علیگڈھ
صدر
انجمن ترقی اردو بالاپور (برار)

برہان پور

انجمن ترقی اردو کی ایک عارضی کمیٹی بنالی گئی ہے اور کام شروع کر دیا گیا ہے۔ آپ کے دستورالعمل کے شائع ہوتے ہی اس کا الحاق کر لیا جائے گا۔

محمد یوسف
کنوینر انجمن ترقی اردو برہان پور

کلکتہ

یہ معلوم کرکے اطمینان ہوا کہ انجمن ترقی اردو کو ھندوستان میں زندہ رکھنے کا عزم کر لیا گیا ہے۔ اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ مغربی بنگال میں اس کی شاخ کے قیام کے سلسلے میں تمام ھدایات مجھے بھیج دیجئے۔

غلام سرور
ایڈیٹر اخبار روزنامہ ھند
کلکتہ

امروہہ

انجمن ترقی اردو امروہہ سنہ ۱۹۳۶ء سے قائم ہے جو قصبہ امروہہ کے معزز رؤسا اور ادب نواز حضرات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں اس کو امروہہ کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں کی نمایندگی حاصل ہے۔ امروہہ کی آبادی میں جو ۶۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے انجمن ترقی اردو امروہہ ہی وہ ادارہ ہے جس کے پیش نظر اردو زبان کی بقا و تحفظ کے لئے ٹھوس اور جامع پروگرام ہے۔

انجمن ترقی اردو امروہہ کا الحاق انجمن ترقی اردو ہند دہلی سے تھا۔ اب کہ انجمن کی نئی تشکیل ہو چکی ہے مناسب ہے کہ حسب سابق اس کا الحاق مرکز سے کر لیا جائے تاکہ ہم آپ کے ہدایات کے مطابق زبان کی حفاظت و اشاعت میں حصہ لے سکیں۔

پیتمبر داس بھٹنا گر۔ ایم۔ اے۔ لکچرر ہندو کالج امروہہ

صدر انجمن ترقی اردو امروہہ

انجمن ترقی اردو۔ بستی

جناب قاضی محمد عدیل عباسی صاحب ایم ایل اے بستی نے انجمن ترقی اردو بستی کی تجدید فرمائی ہے۔ اراکین انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء کے آخر میں انجمن کا سالانہ اجلاس جناب بابو دولت رام صاحب استھانا کی صدارت میں کیا جائے، ممبر سازی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

انجمن ترقی اردو۔ سہسوان

یہ انجمن عرصہ سے قائم ہے۔ اس کا ایک کتب خانہ بھی ہے۔ جس میں مختلف فن کی تقریباً سات سو کتابیں ہیں۔ اراکین انجمن نے کام کی ابتدا کر دی ہے۔

اردو کتاب گھر۔ بنارس

"انجمن ترقی اردو بنارس کی نگرانی میں اردو کتاب گھر" نے اردو کی اعلی مذاق کی کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیا ہے۔ کتاب گھر کے سکرٹری جوہر صدیقی صاحب ہیں جو کام کرنے کا جذبہ اور سلیقہ رکھتے ہیں۔

ایلچ پور

ایلچ پور میں بزم ترقی ادب کے اجلاس اردو کی حمایت میں ہوتے رہے ہیں مگر صرف اجلاس منعقد کرنے اور تقریریں کرنے کا زمانہ نہیں رہا۔ بلکہ اردو کی ترقی کے لئے ہمیں عملی قدم اٹھانا چاہیے۔ جناب راشد صاحب نے یہ سلسلہ اپنے محلے میں شروع کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ "ہماری زبان" کے ناظرین اپنے اپنے شہر میں جگہ جگہ شبینہ مدارس قائم کرینگے جس کے متعلق ہمارے جنرل سکرٹری جناب قاضی عبدالغفار صاحب نے ناگپور میں فرمایا تھا۔

مجھے امید ہے کہ ایلچ پور ہی برار میں پہلا شہر ہوگا جو جنرل سکرٹری انجمن ترقی اردو (ہند) کے ہر حکم کو عملی صورت میں سب سے پہلے کر دکھائے گا اور "ہماری زبان" کے خریداروں کا نمبر بھی برار میں زیادہ رکھے گا۔

عرفان صوفی۔ ایلچ پوری

انجمن ترقی اردو۔ حیدر آباد

شاخ حیدر آباد کی مجلس عاملہ نے طے کیا ہے کہ چونکہ عوام میں اردو کے مستقبل کے متعلق کچھ مایوسی سی پھیلی ہوئی ہے اور کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ حکومت وقت زبان اردو کی مخالف ہے لہذا اس قسم کے خیالات کو دور کرنے کے لئے شاخ حیدرآباد کی طرف سے ایک واضح اعلان شائع کیا جائے تاکہ لوگ غلط فہمیوں کے تحت مایوس نہ ہوں اور انجمن کی تحریکوں کا ساتھ دیں۔

انجمن نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ حیدرآباد کے اخباروں سے ربط قائم کرکے اخباری زبان کو زیادہ عام فہم اور آسان بنانے کی کوشش کی جائے

یہ محسوس کرکے کہ بدلے ہوئے حالات میں اب رسم الخط کا مسئلہ بھی سامنے آرہا ہے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ اردو کی بعض آوازوں کے لئے رومن رسم الخط میں حرفوں پر نشانات لگانے کا سوال ماہرین کی ایک کمیٹی کی سپرد کیا جائے تاکہ ان نشانات کا تعین اس طرح ہو جائے کہ رومن رسم الخط کے لکھنے کا ایک ہمہ گیر اصول قائم ہو جائے اور سب اسی کا اتباع کریں۔ انجمن نے یہ بھی طے کیا کہ بعد میں کمیٹی کی سفارشات کو مرکزی انجمن کے پاس ضروری کارروائی کے لئے بھیجا جائے۔

ہلکے ہلکے اشارے

لکھنؤ - یو - پی - اسمبلی میں اسپیکر مسٹر پرشوتم داس ٹنڈن نے حکومت کو تنبیہ کی کہ وہ ہندی زبان سے غفلت برت رہی ہے ..... واقعہ یہہ پیش آیا کہ خاتمہ زمینداری بل پر ایک ترمیم کے سلسلہ میں وزیر مال نے صدر سے اجازت لیکر انگریزی مسودہ کے کچھہ فقرے پڑھنے شروع کئے...... اوس وقت نایب صدر کرسی پر تھے...... جب وزیر صاحب انگریزی کے یہہ فقرے پڑھ رہے تھے تو اسی دوران میں اسپیکر ٹنڈن جی آگئے انہوں نے نظر اٹھا کر جب یہہ دیکھا کہ ٹنڈن جی ایوان کی رہنمائی کر رہے ہیں تو معذرت کرتے ہوئے کہا 'میں نے اجازت لیکر انگریزی بل سے اس لئے پڑھنا شروع کیا تھا کہ بعض ممبران ہندی نہیں جانتے ہیں اور انہیں دشواری ہوتی ... اگرچہ ہندی بل کے پڑھنے میں مجھے دقت ہوگی مگر اتنی نہیں جتنی کہ مخالف پارٹی کے ممبروں کو۔

اسپیکر نے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ میں انتہائی لاچاری کی حالت میں ہندی کے بجائے انگریزی بل سے حوالہ دینے کی اجازت دے سکتا ہوں"۔

(قومی آواز)

اس طرح اس اسمبلی میں ہمارے دو بڑے رہنماؤں کی "لاچاری" کا عالم نظر افروز ہوا ...... وزیر مال لاچار تھے کہ خود انہیں بھی ہندی پڑھنے میں دقت ہوتی تھی اور ٹنڈن جی لاچار تھے حکومت اور وزرا کے ساتھہ رعایت کرنے پر !!

ان دو "لاچاروں" کے درمیان سرکاری زبان کی لاچاری زیادہ دلچسپ ہے !!

بقول یونائیٹڈ پریس کے یو-پی - اسمبلی کے ممبروں کے سامنے یہہ سوال الجھا ہوا ہے کہ نئے دستور کے نافذ ہونے کے بعد اسمبلی میں کیا زبان بولی جائیگی - اسمبلی کے قواعد کے مطابق صرف ہندی زبان ہی بولی جا سکتی ہے' لیکن دستور کی دفعہ یہہ ہے کہ "سرکاری زبان یا صوبہ کی زبان یا انگریزی" میں اسمبلی کی کارروائی کی جا سکتی ہے - اس کے علاوہ یہہ سوال بھی کسقدر دردسر پیدا کر رہا ہے کہ قوانین کے مسودے کس زبان سے پیش ہونگے جبکہ ابھی ۱۵ سال تک عدالتوں کی زبان انگریزی ہوگی؟

جب اکٹھی تین زبانیں میدان میں ہیں تو ہماری رائے تو یہہ ہے کہ ان میں سے کوئی زبان نہ بولی جائے اور صرف سنسکرت بولی جائے !!

خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ ہندوستانی جمہوریہ کے صدر کو "مسٹر پریسیڈنٹ" کے الفاظ سے مخاطب کیا جائیگا' تمام "راج پر مکھہ" "ہزہائنس" کہلائینگے' گورنروں کو علی الحال "ایکسیلینسی" کہا جائیگا اور صوبوں کے بڑے وزیروں کو "چیف منسٹر" کا لقب دیا جائیگا۔

اب بتائے کہ ہم کس سے فریاد کریں کہ یہہ سب لفظ تو مادرزاد فرنگی ہیں !

اپنے دیس کی خبریں

بمبئی کے اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے تقریروں کا دوسرا سلسلہ ۱۱ جنوری سے شروع کیا - حالی کے متعلق دوسری تقریر مولانا محمد خان صاحب شہاب نے کی -

---

جمال الدین صاحب برق اطلاع دیتے ہیں کہ مئی سنہ ۱۹۴۹ع میں مسلم لائبریری محمد علی روڈ ناگپور کا انتخاب عمل میں آیا تھا اس انتخاب سے آج تک نئے کارکن لائبریری ہذا کا انتظام حسن وخوبی سے چلا رہے ہیں - اسوقت لائبریری میں پانچ روزنامے اور بیشمار ماہنامے اور ہفتہ وار رسالے آ رہے ہیں مئی سنہ ۱۹۴۹ع تا دسمبر ۱۹۴۹ع مسلم لائبریری کے ممبران کو (۱۱۴۳) کتابیں اور (۲۴۳) مختلف ماہنامے اور ہفتہ وار رسائل اجراء کئے گئے -

سنیٹ اینڈ روز کالج کلکتہ میں اردو لٹریری سوسائٹی کی طرف سے ایک جلسہ اور تمثیلی مشاعرہ ہوا۔

سکریٹری اردو لٹریری سوسائٹی نے اپنی تقریر میں کہا کہ اردو زبان زندہ ہے اور زندہ رہیگی اس لئے کہ اس میں ترقی کرنے کی صلاحیت ہے۔ انہوں نے کہا اردو زبان ہندوستان کے تمام باشندوں کی مشترکہ ملکیت ہے اور کسی خاص طبقہ سے تعلق نہیں رکھتی۔

مشاعرہ کے ختم پر حضرت وحشت نے اپنی غزل پڑھی اور پروفیسر زبیر صدیقی نے مشاعرہ کے موضوع پر ایک دلچسپ تقریر کی۔

حسب ذیل عہدہ دار منتخب کئے گئے:۔

صدر، پروفیسر عبدالعلی خان۔ نائب صدر، مسٹر ہدایت اللہ۔ ناظم، نجم الحسن۔ مدیر، ہری چرن سنگھ۔

سہارن پور میں ایک شاندار مشاعرہ زیر صدارت ٹھاکر ارجن سنگھ صاحب صدر ڈسٹرکٹ بورڈ محمد علی لائبریری ہال میں منعقد ہوا۔ مقامی شعرا کے علاوہ بیرونی شعرا بھی کافی تعداد میں شریک تھے۔ وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، اور دیگر صوبائی وزرا کے پیامات بھی وصول ہوئے تھے جو سنائے گئے۔

دہلی ۔ ۱۹ جنوری۔ دہلی کی اردو مجلس نے "یوم غالب" منانے کا فیصلہ کیا ہے اور اوس کا پروگرام بنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کے ممبروں میں لالہ شنکر لال، حضرت جوش، نواب صاحب پالودی، کنور مہندر سنگھ بیدی اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

لاہور کی عدالت نے مشہور افسانہ نگار سعادت حسین منٹو کو تین ماہ قید اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ اون پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے رسالہ جاوید میں ایک فحش افسانہ لکھا۔

پٹنہ سے

پٹنہ اسٹوڈنٹس یونین کی مشاعرہ

کمیٹی کے پروپگنڈا سکریٹری مسٹر اعجاز حسین نے مطلع کیا ہے کہ ایک آل انڈیا مشاعرہ بتاریخ ۲۲ اپریل بصدارت مسٹر آصف علی گورنر اڑیسہ منعقد ہوگا۔ جس کے لئے مجلس انتظامی منتخب ہوئی ہے۔ اس مجلس میں حسب ذیل عہدہ دار ہیں۔

صدر حکیم محمد کاظم صاحب۔ نائب صدر پادری میمن صاحب ایم۔اے۔ پروفیسر کرشن کمار شاہ ایم۔اے۔ ایل ایل۔ مسٹر نعمان خان صاحب ایم۔اے۔ شاہ محمد رضا صاحب۔ سکریٹری حکیم سعید ریاض حسن جوائنٹ سکریٹری، سردار بھوپندر سنگھ اور عباس حیدر چودھری آفس سکریٹری، مسٹر قاسم حسن، پروپگنڈہ سکریٹری مسٹر اعجاز حسن۔

لکھنو

لکھنؤ اودھ خواتین کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے سلسلہ میں شروع فروری میں ایک زنانہ مشاعرہ بھی ہوگا۔ جو شاعر خواتین شرکت کرنا چاہیں وہ بیگم حیات اللہ انصاری۔ پرکٹ روڈ لکھنؤ کو لکھیں۔

جشن جمہوریت کے سلسلہ میں مسلم یونیورسٹی یونین علی گڈھ نے ۳ فروری کو ایک مشاعرہ کا انتظام کیا ہے۔ کنور مہندر سنگھ بیدی صدارت کرینگے۔ توقع ہے کہ جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری، ساحر لدھیانوی اور دیگر مشہور شعرا شرکت کرینگے۔

حکومت پاکستان نے ترقی پسند مصنفین کو سیاسی جماعت قرار دیا ہے اور سرکاری ملازموں کو ہدایت کی ہے کہ وہ نہ تو اس جماعت کی سرگرمیوں میں حصہ لیں نہ اس کے ممبر بنیں۔

یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۹ ع قصبہ مئو ضلع اعظم گڑھ کے ارباب اردو نے اردو زبان کی حفاظت اور خدمت کے لئے "انجمن ترقی ادب" کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ اس وقت تک انجمن کی طرف سے چار نشستیں شعر و ادب کی ہوچکی ہیں۔ [illegible]

"سرکاری" زبان

ہندوستان کے دستور کی حسب ذیل دفعات وہ ہیں جن میں "سرکاری" زبان کا تعین کیا گیا ہے۔ ان کا ایک حصہ گذشتہ اشاعت میں درج کیا گیا تھا۔

(۳۴۵) دفعہ ۳۴۶ اور ۳۴۷ کی شرائط کے ماتحت مملکت کا ادارہ قانون ساز بذریعہ قانون کسی ایک یا ایک سے زیادہ زبانوں کو جو مملکت میں رائج ہوں یا ہندی کو مملکت کی تمام سرکاری اغراض کے لئے اختیار کرسکیگا۔

شرطیکہ جب تک ادارہ قانون ساز اس کے خلاف کوئی قانون نہ بنائے انگریزی زبان کا استعمال اُن سرکاری اغراض کے لئے جاری رہیگا جن کے لئے وہ اس دستور کے آغاز سے پہلے تک استعمال کی جارہی تھی۔

(۳۴۶) یونین میں سرکاری اغراض کے لئے جس زبان کو استعمال کرنے کی فی الوقت اجازت دیگئی ہے وہی ایک ریاست اور دوسری ریاست اور کسی ریاست اور یونین کے درمیان ذریعہ مراسلت ہوگی۔

بشرطیکہ اگر دو یا زیادہ ریاستیں اس بات پر متفق ہوں کہ ان کے درمیان ہندی زبان سرکاری ذریعہ مراسلت ہو تو یہی زبان ایسی مراسلات کے لئے استعمال کی جائیگی۔

(۳۴۷) اگر ایسا مطالبہ کیا جائے تو اس امر سے مطمئن ہو کر کہ کسی ریاست میں کافی تعداد یہہ چاہتی ہے کہ کسی زبان کو جو وہ بولتے ہوں مملکت تسلیم کرے صدر ہدایت دیگا کہ یہہ زبان ہی تمام ملک میں یا اس کے کسی حصہ میں ایسی اغراض کے لئے جن کی صراحت کی جائیگی تسلیم کی جائے۔

(۳۴۸) (۱) بلالحاظ مندرجات بالا کے جب تک کہ پارلیمنٹ بذریعہ قانون اسکے خلاف کوئی فیصلہ کرے۔

(الف) سپریم کورٹ اور ہر ہائی کورٹ میں تمام کارروائی۔

(ب) مستند عبارتیں۔

تمام مسودات قانون جو پارلیمنٹ کے کسی ایوان میں پیش ہوں۔

تمام قوانین جو پارلیمنٹ یا قانون ساز جماعتیں منظور کریں اور تمام آرڈی نینس جو صدر یا گورنر یا کسی ریاست کے راج پرمکھہ جاری کریں

تمام احکام قواعد و ضوابط اور ضمنی قواعد جو اس دستور کے تحت یا پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے یا کسی ریاست کی قانون ساز جماعت کے بنائے ہوئے قانون کے تحت ہوں یہہ سب انگریزی زبان میں ہونگے۔

(۲) بلالحاظ اسکے جو کچھہ کہ ضمنی فقرہ (الف) فقرہ (۱) میں کہا گیا ہے گورنر یا کوئی راج پرمکھہ صدر کی اجازت حاصل کرکے ہندی زبان یا کسی دوسری زبان کو اسٹیٹ کے کسی سرکاری کام کے لئے اور ایسی ہائی کورٹ کی کارروائی میں جسکا صدر مقام اسٹیٹ میں ہو استعمال کرنے کی اجازت دےسکتا ہے۔

شرطیکہ اس فقرہ کی کوئی بات کسی ایسی ہائی کورٹ کے فیصلہ یا ڈگری یا حکم پر عاید نہ ہوگی۔

(۳) بلالحاظ فقرہ (الف) کے ضمن فقرہ (ب) کے جہاں کہیں کسی ریاست کے ادارہ قانون سازنے ایسے مسودات قانون یا منظورہ قانون یا گورنر یا کسی اسٹیٹ کے راج پرمکھہ کے نافذ کئے ہوئے آرڈیننس یا کسی حکم قاعدہ ضابطہ یا ضمنی قواعد کے لئے جنکا ذکر ضمنی فقرہ کے پیرا (۳) میں آیا ہے انگریزی کے علاوہ کسی زبان کا تعین کیا ہے تو اوس زبان کا انگریزی ترجمہ جو گورنر یا اسٹیٹ کے راج پرمکھہ کی اجازت سے اُس اسٹیٹ کے سرکاری گزٹ میں شایع کیا گیا ہو اس دفعہ کے تحت انگریزی زبان میں مستند عبارت سمجھی جائیگی۔

(۳۴۹) دستور کے آغاز سے ۱۵ سال کے عرصہ میں کوئی ایسا مسودہ قانون یا ایسی ترمیم جس کا مقصد یہہ ہو کہ کسی زبان کو اُن اغراض کے لئے استعمال کرنے کا انتظام کیا جائے جن کا ذکر دفعہ ۳۴۸ کے فقرہ (۱) میں کیا گیا ہے پارلیمنٹ کے کسی ایوان میں پہلے سے صدر کی اجازت حاصل کئے بغیر پیش نہ کیا جاسکیگا اور صدر کسی ایسے مسودہ قانون کے پیش کرنے یا کسی ترمیم کی تحریک کرنے کی اجازت نہ دیگا سوائے اس صورت کے کہ اس نے اُس کمیشن کی سفارشات پر غور کرلیا ہو جو دفعہ ۳۴۴ کے فقرہ (۱) کے تحت مقرر کیا جائیگا اور اُس کمیٹی کی رپورٹ پر بھی غور کرلیا ہو جو اس دفعہ کے فقرہ (۴) کی رو سے مقرر کی جائیگی۔

(۳۵۰) ہر شخص کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی شکایت کے رفع کرنے کی درخواست یونین یا کسی ریاست کے کسی افسر یا حاکم کے سامنے کسی بھی زبان میں جو یونین میں یا اسٹیٹ میں رائج ہو کر سکے۔

(۳۵۱) یونین کا یہ فرض ہوگا کہ ہندی زبان کو پھیلائے اور اس کو اس طرح ترقی دے کہ وہ ہندوستان کے مشترک تہذیب کے تمام عناصر کے لئے اظہار خیال کا ذریعہ بن سکے اور یہ بھی فرض ہوگا کہ اُس کے ذخیرہ میں اضافہ کرنے کے لئے اُس کے مزاج میں مداخلت کئے بغیر ہندوستانی زبان اور ہندوستان کی اُن دوسری زبانوں کو اُس کے اندر جذب کرے جن کا ذکر آٹھویں فہرست میں کیا گیا ہے اور جہاں ضرورت ہو یا مناسب ہو اوسکے لغت میں اولاً سنسکرت سے اور اس کے بعد دوسری زبانوں سے استفادہ کرے۔

فہرست نمبر ۸

(دفعہ ۳۴۴ اور ۳۵۱)

زبانیں

(۱) آسامی (۲) بنگالی (۳) گجراتی (۴) ہندی (۵) کنڑی (۶) کشمیری
(۷) ملایالم (۸) مرہٹی (۹) اوڑیا (۱۰) پنجابی (۱۱) سنسکرت (۱۲) تامل
(۱۳) تیلگو (۱۴) اردو۔

Dr. Abdul Aleem apne ek Mazmoon men likhte hain keh :—

"Taraqqi Pasand Adeebon ki Anjuman kisi siaasee jamaat ki ijaare dari naheen hai. Lekin sath hi sath yeh aisa chaman bhi naheen jis men bhant bhant ke janwar aaein aur apni apni bolyan bole ker oot jaien. Yeh anjuman ek maqsad aur programme rakhti hai. Jo adeeb oos se ittefaq karta hai uske leeay anjuman ka darwaza khula hai. Jab se yeh anjuman qaim hai, us mein mukhtalif siaasee aaqaed rakhne wale adeeb shamil rahe hain aur abtak yeh soorat baqi hai." Phir unhone ne anjuman ke yeh aghraz o maqaasid bayan kiay hain :—

(1) Aisa adab paida karna jis men oos jad o jehad ki jhalak ho jo hind ke auwam azad insani zindgee ke liay har tarah ki loot khasote ke khilaf ker rahai hain.

(2) Zawal amada rajhanat ki mukhalfat karna.

(3) Qadeem tahzeeb aur adab ki riwayat ko qaaim rakhna.

(4) Samraj shahi aur fascism ki mukhalfat karna.

(5) Hind aur doosrey mulkone ke auwam ke darmian thazeebi taaluqat qaaim karna. Woh likhte hain keh "in aghraz o maqasid mein kisi tarah ka oonch neech naheen". Sab emandaar aur tarriqi pasand adeebone ko aik markaz per jama hona chahiay.

Nai Zindgi,
December, 1949.

تمام وہ ادارے

جو اُردو اور ہندوستانی کا کام کر رہے ہیں ہمیں اپنے پتے اور عہدہ داروں کے نام و نشان سے جلد اطلاع دیں۔ انجمن ایسے اداروں کی ایک مکمل فہرست مرتب کرنا چاہتی ہے۔

سکریٹری انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ۔

بہ اہتمام سید اعجاز علی (علیگ) منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اُردو علیگڈھ سے شائع کیا۔